ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

مولانا ظفر علیخانؒ

# اُمّت کے حق میں

## پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

مُسلّم ہے خدا کے بعد جس کی شانِ یکتائی
ہے نام اُس کا محمّدؐ ابن عبداللہ بطحائی

وہ جب آیا تو ساتھ اُس کے اِک ایسا انقلاب آیا
کہ ہیں اس وقت تک مہر و مہ و انجم تماشائی

وہ ساقی جس کی محفل کے لئے دوشِ ملائکؑ پر
خمستانِ ازل سے مے سبُو میں سربمہر آئی

وہ اُمّی کر دئے حل جس کی ابجد ناشناسی نے
وہ نکتے جن کو سمجھے تھے نہ اشراقی نہ مشّائی

وہ آقا جس کی رحمت کی فراوانی کے دامن میں
جہاں اسود و احمر نے یکساں پرورش پائی

وہ مولا جس کے لطفِ بے نہایت کا یہ عالم تھا
کہ تنگ اُس کے لئے تھی مشرق و مغرب کی پہنائی

بٹھایا انتم الاعلون کی مسند پر اُمّت کو
مسلمانوں کے سر پر اُس نے رکھّا تاجِ دارائی

ہم اب تک بھی اُسی کے ہیں مگر یہ کیا قیامت ہے
کہ خود منظور ہم کو مُلک میں ہے اپنی رسوائی

علاج اس ساری نکبت کا ایک اور وُہ دُعا اُس کی
اجابت کے لئے لازم ہوئی جس کی پذیرائی

یہاں تک لکھ چکا تھا میں کہ یثرب سے ندا آئی
یہ نابینا ہیں یارب مرحمت کر ان کو بینائی

عطا کر اگلے وقتوں کی بلندی ان کی ہمّت کو
اور ان کے بازوؤں کو بخش پہلی سی توانائی

بُرے ہیں یا بھلے ہیں پھر بھی یہ تیرے ہی بندے ہیں
مِری اُمّت ترے ہی کعبہ کی یارب ہے شیدائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۷ | ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء | شمارہ ۲۲

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

## اس شمارے میں



فون ۶۷۵۴۵

**شرح چندہ**

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

نوٹ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

# آزاد کشمیر کی آزادی اور انتخاب

ان دنوں آزاد کشمیر میں انتخاب کی ہما ہمی ہے۔ وہاں کے صدر خورشید نے بنیادی جمہوری انتخابات کو آزادی کشمیر کی نئی جدو جہد کا پہلا زینہ قرار دیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ آزادی کشمیر کے لئے تمام پر امن ذرائع ناکام ثابت ہوچکے ہیں۔ کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے کشمیریوں کو دوسروں پر بھروسہ کئے بغیر اپنے قوت بازو سے کام لینا پڑے گا۔

نئے انتخابات میں صدارت کے سات امیدواروں میں سے ایک امیدوار یہ موجودہ صاحب صدر بھی ہیں۔ باقی چھ امیدار ہیں۔ جن میں ایک شاید مرزائی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایک امیدوار سردار عبدالقیوم صاحب ہیں۔ جنہوں نے جنگ آزادی کشمیر کی ابتداء کی تھی۔ اور جو مسلم کانفرنس کے صدر رہ چکے ہیں ایک امید وار (صدر خورشید) کی تقریر تو آپ سن چکے ہیں ایک اور کشمیری لیڈر سردار ابراہیم صاحب ہیں۔ جو مسلم کانفرنس کے صدر ہیں انہوں نے فرمایا۔ کہ آزاد کشمیر کی حکومت کو دول عالم تسلیم کرلیں۔ اور اس میں پہل پاکستان گورنمنٹ کرے۔ تاکہ آزاد کشمیر ایک مسلمہ آزاد گورنمنٹ کی حیثیت سے جس سے چاہے معاہدہ کرے اور جس سے چاہے اسلحہ وصول کرکے اپنی پوزیشن کو مضبوط اور مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرے انکا خیال ہے۔ کہ پاکستان کے دوست ممالک اگر کشمیر کے مسئلہ میں پاکستان کا ساتھ نہیں دیتے۔ تو پاکستان کو بھی فوجی معاہدوں سے باہر آکر عراق اور مصر کی طرح آزاد خارجہ پالیسی اختیار کرنی چاہئے۔

تیسرے اہم اور سینیر امیدوار سردار عبدالقیوم صاحب ہیں۔ ان کو جہاد کشمیر میں اولیت اور بہت بڑے ایثار و قربانی کا فخر حاصل ہے۔ ان کو اپنی جلیل القدر خدمات کے بعد غلط فہمیوں یا دیگر محرکات کی وجہ سے ایک دور ابتلا سے بھی گزرنا پڑا ہے

لیکن رہائی کے بعد بھی اُن کی ہردلعزیزی میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ یہ کشمیری مسلمانوں میں مخلص بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے۔ کہ کشمیر کو ایک آزاد سٹیٹ کی حیثیت دینا غلط ہے۔ ہم کشمیر کے لئے جو جدو جہد کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ اور اس کا اسی سے الحاق ہونا چاہئے۔ وہ یہ دلیل بیان فرماتے ہیں۔ کہ آج کل انفرادیت کا زمانہ نہیں ہے۔

دوسروں سے ملے بغیر گزارا مشکل ہے۔ آج جبکہ دنیا والے دنیا کے دو بڑے گروپوں (دھڑوں) میں سے کسی ایک سے ملے بغیر اپنی آزادی کو خطرے میں سمجھتے ہیں۔ تو کشمیر جس کی آبادی اور ذرائع محدود ہیں۔ وہ کس طرح پاکستان سے علیحدہ ہوکر رہے۔ اور راہ ترقی پر گامزن ہونے کا تصور کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ نعرہ غلط ہے کہ ہم علیحدہ کشمیر سٹیٹ (کشمیری حکومت) قائم کریں گے۔ گویا محترم سردار عبدالقیوم کے خیال میں (کشمیر کشمیریوں کے لئے ہے) کا نعرہ گمراہ کن اور محدود قومیت کا غیر اسلامی نعرہ ہے۔

ہم حیران ہیں کہ کشمیر کے ذمہ دار بزرگ الیکشن جیتنے کے لئے جو خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ کیوں۔ متضاد اور ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ ہمارے خیال میں کشمیری لیڈروں کو آپس میں مل کر اور پھر پاکستانی ذمہ دار حضرات سے تبادلۂ خیالات کرکے اس سلسلہ میں ایک قطعی فیصلہ کر لینا چاہئے تھا۔ انتخاب جیتنے کے لئے اور بھی بہت سے نعرے گھڑے جاسکتے ہیں۔ مگر کشمیر کے مسئلے پر تو دونوں کو رحم کرنا چاہئے۔ وہ پہلے سے اغیار کے دستبرد کا شکار۔ اور اپنوں کی سرد مہری سے آشفتہ اور

# انسانیت کے چراغ

## ایثار

● حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ فاطمہ۔ مشہور اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی صاحبزادی تھیں، نکاح کے بعد بیش قیمت لباس اور زیورات پہنے آپ کے ہاں آئیں آپ اس وقت اگرچہ خلیفۃ المسلمین تھے۔ لیکن سادگی اس درجہ تھی۔ کہ بدن پر چند معمولی اور بوسیدہ کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا اور اہلیہ سر سے پاؤں تک سونے سے لدی تھیں، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ فاطمہ! تمہارے زیور تو بڑے قیمتی ہیں۔ ان کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہوئی جا رہی ہیں۔ غالباً یہ سب تمہیں اپنے والد کی طرف سے ملا ہوگا فاطمہ نے جواب دیا آپ کا خیال درست ہے یہ میرے والد ہی کا عطا کردہ ہے۔ فرمایا فاطمہ آج میرے اور تمہارے فیصلہ کا دن ہے میں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا اب تمہیں اپنے متعلق فیصلہ کرنا ہوگا۔ فاطمہ بولیں فرمائیے کیا فیصلہ کرنا ہے امیر المومنین! فرمایا۔ یہ زیور جو آج تمہارے جسم پر نظر آ رہے ہیں۔ یہ نہ میرے ہیں۔ اور نہ تمہارے بلکہ یہ مسلمانوں کے بیت المال کی رقم سے خریدے ہوئے ہیں۔ اور یہ ناجائز تصرف ہے۔ اب تم ہی فیصلہ کر لو کہ تمہیں کیا کرنا چاہئیے؟ اگر تمہارا فیصلہ میری مرضی کے موافق ہو۔ تو بہتر ورنہ تمہارا راستہ الگ ہے اور میرا راستہ الگ۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ زیورات میرے اور تمہارے درمیان حائل رہیں۔ یہ سنکر فاطمہ بولیں: امیر المومنین جو فیصلہ آپ کا ہے۔ وہی فیصلہ میرا ہے واقعی یہ زیور بیت المال کی ملکیت ہیں۔ اور آپ انہیں وہی لوٹا دیں۔ بلکہ ہر وہ چیز جو جائز طور پر میری خرید کردہ ہے۔ اگر اسے بھی آپ بیت المال میں داخل کرنا چاہیں۔ تو بھی مجھے کوئی عذر نہیں۔ فاطمہ کے اس جواب سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رض کا فکر مند چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اور فاطمہ نے اسی وقت سارے زیور اتار دیئے۔ اور خلیفہ کے حکم سے وہ بیت المال میں جمع کر دیئے گئے۔

## پیغمبر خاتم

جناب سعادت نظیر

تو عشق کی تفسیر ہے اے محسن اعظمؐ ‏ تو حسن کی تنویر ہے اے محسن اعظمؐ
تو خلق کی تصویر ہے اے محسن اعظمؐ ‏ تو خلق کی تعمیر ہے اے محسن اعظمؐ

مقبول جہاں ہے تری تعلیم کی قوت
جمہور کو حاصل ہوئی تنظیم کی قوت

بیداری اقوام و ملل فیض ہے تیراؐ ‏ ہے علم عطا تیری عمل فیض ہے تیراؐ
مقصد کے لئے شوقِ اجل فیض ہے تیراؐ ‏ ہر مسئلہ زیست کا حل فیض ہے تیراؐ

آنے کو ہے آواز کہ رہبر ہیں ہمارے
سب مل کے کہیں گے کہ پیغمبر ہیں ہمارے

دنیا ہے ترےؐ جذبہ ایثار کی قائل ‏ قانون میں تریؐ فطرت خودداری کی قائل
اصلاح اور اصلاح معیار کی قائل ‏ رفتار کی، گفتار کی، کردار کی قائل

خطبہ نظر اہل وفا پڑھتی ہے تیراؐ
دنیائے محبت کلمہ پڑھتی ہے تیراؐ

تہذیب پہ آداب پہ احسان ہے تیراؐ ‏ دل مانتے ہیں جس کو فرمان ہے تیراؐ
انسان بنایا ہوا انسان ہے تیراؐ ‏ ہر دور میں اک معجزہ "قرآن" ہے تیراؐ

اک ضابطۂ عدل ہے اک دفتر دیں ہے
ایسا کوئی دستور زمانے میں نہیں ہے

عالم میں جو یہ روشنی فکر و نظر ہے ‏ ارباب بصیرت میں جو یہ ذوق بصر ہے
مخلوق میں اک خاص جو اعزاز بشر ہے ‏ یہ سب تریؐ بخشش تریؐ برکت کا اثر ہے

اسلام کا ہے نام و نشان نام سے تیرےؐ
سکہ ہے شریعت کا رواں نام سے تیرے

## بروقت تنبیہ

● ۔ ایک مرتبہ عباسی خلیفہ منصور بغداد کے قاضی کے ہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ان کا مکان بڑا شاندار ہے۔ کمروں میں قیمتی فرش بچھے ہیں اور بہت سے نوکر چاکر جمع ہیں۔ خلیفہ منصور نے وضو کے لئے پانی طلب کیا جب قاضی نے وضو کے لئے پانی کا لوٹا منگوا دیا۔ تو خلیفہ وضو کرنے لگے۔ قاضی نے دیکھا کہ وہ کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بجائے بازوؤں کو بھی دھو رہے ہیں۔ اس پر قاضی نے ٹوکتے ہوئے کہا۔ امیر المومنین یہ کیا اسراف ہے؟ پانی کو فضول کیوں بہا رہے ہیں"۔ خلیفہ منصور نے۔ مسکرا کر کہا۔ پانی گرانا تو اسراف ہو گیا اور یہ اتنا بڑا محل یہ ساز و سامان، یہ نوکر چاکر جن کا خرچ خدا جانے کہاں سے آتا ہے، اسراف نہیں؟ تمہاری ذات کے لئے ایک دری اور ایک خدمتگار کافی ہے۔ پھر یہ قیمتی ساز و سامان اور خادموں کا لشکر کیوں رکھ چھوڑا ہے؟ یہ قاضی غفلت کی نیند سے چونکا۔ اور دنیا چھوڑ کر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو گیا

## مساوات

● ۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عراق کی ایک مہم میں شریک ہوئے۔ واپسی میں

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

# تین وظیفے

عرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ایک مرض کے لئے مختلف اطباء کے ہاں مختلف نسخے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ استعمال کرو گے۔ تو شفا ہو جائے گی۔ دوسرا کہتا ہے۔ کہ یہ مجرب نسخہ ہے۔ یہ استعمال کرو گے۔ تو شفایاب ہو جاؤ گے اور تیسرا اپنے نسخہ کو بہتر بتلاتا ہے۔ بالکل اسی طرح صوفیاء کرام کے چاروں طریقے یعنی سہروردی۔ نقشبندی۔ چشتی اور قادری سارے حق پرست ہیں میرا تعلق شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی قادری سلسلے سے ہے۔ میں نے یہ طریقہ سندھ میں سے پایا۔ سندھ میں میں ۲۵ سال رہا ہوں میں سندھی ایسے بولتا ہوں۔ جیسے سندھی بولتے ہیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ سب طریقے مجرب ہیں۔ مگر میرا طریقہ قادری ہے۔ مقصد اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

دوسری چیز یہ ہے۔ کہ ایک حدیث شریف جو عرض کیا کرتا ہوں۔ پھر عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ ہر مجلس میں بعض نئے احباب ہوتے ہیں۔

ملائکہ عظام ایسی مجلس کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ آؤ۔ اللہ کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو گواہ بنا لیتا ہے۔ کہ جتنے آدمی اس میں شامل تھے میں نے سب کو بخش دیا۔ اللہ سے دعا کیجئے۔ کہ اللہ اس مجلس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا بڑا حلقہ ذکر کرنے والوں کا ہوگا۔ اُتنے زیادہ ملائکہ عظام ہونگے اس طرح ہفتہ بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کی بخشش کا تمغہ ہر ہفتے ملتا ہے۔ اللہ سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ گناہ بخشے جائیں۔ میں کسی کا برا نہیں چاہتا۔ جو لوگ گیارہویں شریف اور ختم شریف کے نہ ماننے کی وجہ سے وہابی۔ وہابی کہتے ہیں۔ میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں میں تو اللہ کے فرمائے ہوئے ارشاد

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

ترجمہ۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ما انا علیہ واصحابی کا قائل ہوں۔

مجھ سے تعلق رکھنے والے احباب میرا کنبہ ہیں۔ میری سب کے لئے دعا ہے۔ کہ اللہ آپ سب کو بخش دے کوئی بھی مرد یا عورت دوزخ میں نہ جائے۔ آمین

آج میں تین وظیفے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اُسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں دس درجے بلند ہوتے ہیں سبحان اللہ کتنے فائدے ہیں۔ میری خواہش ہے۔ کہ آپ خود بھی اور آپ کی عورتیں بھی بکثرت درود شریف پڑھا کریں میرا تجربہ ہے۔ کہ عورتیں کم ہمت نہیں ہوتیں۔ ان کو توجہ دلائی جائے۔ میری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ اللہ آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بھی جنت میں لے جاوے۔

دوسری چیز جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

جو شخص استغفار ہمیشہ پڑھے اللہ اُسے ہر تنگی سے نکال دیتے ہیں۔ اور استغفار پڑھنے والے کو ایسی جگہ سے رزق عنایت فرماتے ہیں۔ کہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اللہ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے

تیسری چیز۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ۔

کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ

## وظیفے

(۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

(۲) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

دو کلمے پڑھنے میں بڑے ہی ہلکے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن بڑے ہی بھاری ہوں گے۔

یہ تین چیزیں میری خواہش ہے۔ کہ مجھ سے تعلق رکھنے والے احباب ضرور پڑھیں۔ میں اس لئے زور دے رہا ہوں۔ کہ ایک تو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ جو میں کہوں گا۔ وہ آپ مانیں گے۔ اور دوسرے میرے احباب میرے کنبہ کی مانند ہیں اس لئے آپ بھی پڑھیں۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی پڑھائیں۔ تاکہ اللہ آپ سب کو جنت میں لے جائے۔ اٰمین

میرا تجربہ ہے۔ کہ اگر عورتوں کو توجہ دلائی جائے۔ تو وہ پیچھے نہیں رہتیں۔ لاہور میں اللہ تعالےٰ نے میرے ہاتھوں چار مسجدیں بنوائیں جن میں سے دو مسجدوں پر فقط عورتوں کا روپیہ لگا ہوا ہے۔ اور دو مسجدیں مردوں کے روپے سے بنیں۔

مصری شاہ کی مسجد پر گیارہ ہزار روپیہ لگ چکا ہے۔ اور یہ کمرہ جس میں لڑکیاں پڑھتی ہیں ۴۳ ہزار روپیہ سے تیار ہوا ہے۔ اور میں نے آج تک کسی سے ایک پیسہ کے لئے بھی سوال نہیں کیا۔ اللہ انتظام فرما دیتے ہیں اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ یہ سبق بھی اللہ والوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم دنیا دار مولویوں سے نہیں ملتا۔

ایک دفعہ پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں۔ کیونکہ میں آپ کو اپنا کنبہ خیال کرتا ہوں سب احباب یہ تین چیزیں جو میں نے بیان کی ہیں بکثرت پڑھیں اللہ آپ کو استقامت عطا فرمائے اور شرک سے بچائے اللہ تعالےٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے میری دعا ہے۔ کہ اللہ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے اور جنت میں لے جاوے۔ اٰمین

## بقیہ انسانیت کے چراغ

جب بصرہ آئے۔ تو وہاں کے گورنر حضرت موسیٰ اشعریؓ نے پر جوش استقبال کیا۔ اور کہا کہ "اگر میں آپ دونوں حضرات کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا۔ تو ضرور پہنچاتا۔ یہاں اس وقت میرے پاس صرف صدقے کا مال ہے۔ جس کو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ آپ اس مال سے تجارت کا سامان خرید لیں۔ اور مدینہ پہنچکر اسے فروخت کرنے کے بعد جو نفع ہوا سے خود رکھ لیں۔ اور اصل رقم بیت المال میں جمع کر دیں۔ یہ کہہ کر ساری رقم ان کے حوالہ کر دی۔ اور امیر المومنین حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دے دی۔ ان دونوں نے ان پر عمل کیا۔ جب یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کیا ابو موسیٰ نے کل فوج کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے؟ دونوں نے جواب دیا۔ "نہیں" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابو موسیٰ نے میری اولاد سمجھ کر تمہارے ساتھ یہ خصوصی رعایت کی ہے اس لئے تم اصل رقم اور نفع دو نو بیت المال میں داخل کردو۔

## صاف گوئی

● عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں ایک مرتبہ افریقہ کے ایک قاضی جو زمانہ طالب علمی میں خلیفہ کے ہم سبق تھے حاضر ہوئے۔ منصور نے ان سے دریافت کیا تمہیں میری حکومت اور بنو امیہ کی حکومت میں کیا فرق نظر آیا۔ اور تم اس طویل سفر میں ہمارے جن جن علاقوں سے گزرے ان میں نظم ونسق کا کیا حال ہے قاضی صاحب نے جواب دیا۔ امیر المومنین! میں نے بد اعمالیوں اور ظلم و جور کی کثرت دیکھی ہے۔ پہلے تو میرا گمان یہ تھا۔ کہ اس کا سبب آپ کا ان علاقوں سے دور ہونا ہے۔ لیکن میں دار الخلافہ سے جتنا قریب آتا گیا۔ معاملہ اس قدر نازک نظر آیا یہ سنکر خلیفہ منصور نے گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا۔ مگر میں کیا کروں۔ قاضی صاحب بولے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا تھا۔ لوگ بادشاہ وقت کے تابع ہوتے ہیں۔ بادشاہ اگر نیک ہوگا۔ تو رعایا بھی نیک اور صالح ہوگی۔ اور اگر بادشاہ خود بدعمل ہوگا۔ تو رعایا بھی نیک نہیں ہوسکتی یہ سنکر منصور کو ندامت ہوئی اور چپ ہوگئے

## بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

پراگندہ ہے۔

## کامیابی کا ایک ہی طریقہ

ہمارے نزدیک کشمیر تو کشمیر ہے۔ دنیا کی بڑی سی بڑی مہم مسلمانوں کے فولادی عزم کے سامنے ہیچ ہے بشرطیکہ مسلمان مسلمان ہوں۔ وہ قرآن سے بے نیازی اور احادیث کا استخفاف کرکے اللہ تعالیٰ کے عتاب کے مورد نہ بنیں۔ بشرطیکہ ان کے سامنے ملک وقوم۔ دولت و ثروت اور وجاہت و اقتدار کے تصورات نہ ہوں۔ بشرطیکہ وہ محض اعلاء کلمۃ اللہ کے عزم سے اُٹھیں۔ اور اسلامی اخوت کے رنگ میں رنگے ہوئے اطاعت خدا اور اتباع سنت رسول خدا کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر دشمنوں پر بجلی کی طرح گر پڑیں۔ کامیابی کا صرف یہی صحیح راستہ ہے۔ قرآن وسنت پر عقیدہ کمزور ہونے اور اسلاف (بزرگان دین) کی راہ سے ہٹ جانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدۂ نصرت نہیں ہے۔

یوں وہ ارحم الراحمین ہے۔ غیور ہے۔ اس کی رحمت سے بعید نہیں کہ وہ نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی لاج رکھتے ہوئے ہماری دستگیری فرما دیں۔ لیکن ہم اس کے پاک محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قرآنی تشریحات حدیثی ارشادات اور اسلاف کے فرمودات سے بے اعتنائی برت کر اس کی امداد کے استحقاق کا قطعاً دعوی نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرما کر ہم کو اپنی مرضیات کی توفیق اور اپنی نصرت سے عزت بخشیں۔

## لاف گزاف سے اجتناب

ہم یہاں آزاد کشمیر کے اولی الالباب ارباب اقتدار اور عاشقان صدارت سے یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ جو کچھ کہیں سوچ کر کہیں۔ پہلے تولیں پھر بولیں۔ اگر کشمیر کے لئے انتخابات کے بعد مسلح جنگ نہیں لڑنی تو ایسی لاف وگزاف کرکے رسوائی کا سامان مہیا نہ کریں۔ قوم کے کان کشمیر کشمیر کے نعروں سے پک گئے ہیں۔ وہ چودہ سال سے یہ سن رہے ہیں۔ اسی لئے ہم نے مندرجہ بالا سطور میں یہ عرض کر دیا ہے۔ کہ وہ پاکستانی ارباب اقتدار کے مشورہ کے بعد ہی کوئی اظہار خیال کریں تو بہتر ہوگا۔ یہ ہم کو معلوم ہے۔ کہ آج جتنے نعرے قوم وملت کی خیر خواہی کے لگ رہے ہیں۔ الیکشن ختم ہونے یا جیتنے کے بعد ان کا عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی باقی نہ ہوگا۔ انتخابات میں چاہیئے کہ صرف دین وملت کی خیر خواہی پیش نظر ہو۔ اور جو کچھ کرنا ہو۔ اسی ے۔ کو قوم کے سامنے رکھ دیا جائے اور ووٹروں دونوں کو وقت سے فائدہ اٹھانے کے ذلیل جذبات سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

# سچے مومن کون ہیں

## اس موضوع کیلئے

### پہلا ثبوت

قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں جب اللہ (تعالیٰ) کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

دعا

ہر ایک مسلمان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

### دوسرا ثبوت

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝)

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے۔ اور گھر چھوڑے اور تمہارے ساتھ ہو کر لڑے سو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے مطابق ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک اللہ (تعالیٰ) ہر چیز سے خبردار ہے۔

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دور کے مسلمانوں کو بھی اگر کبھی کفار کا مقابلہ کرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ ہو کر لڑیں۔

## پکّے کافر کون لوگ ہیں

### اس کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مذکور الصدر آیت پر

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ

یہاں سے ذکر ہے۔ یہود کا چونکہ یہود میں نفاق کا مرض بہت تھا۔ اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ یہود تھے۔ یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور ان کے مشورہ پر چلنے والے تھے۔ اسلئے

قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو اللہ (تعالیٰ) کے اور اس کے رسولوں سے منکر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ (تعالیٰ) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں۔ ایسے ہی لوگ اصلی اور ٹھیٹ کافر ہیں۔ ان کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب ہے۔

**فائدہ۔** اللہ (تعالیٰ) کا ماننا جب ہی معتبر ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی تصدیق کرے۔ اور اس کا حکم مانے۔ بدون تصدیق نبی کے اللہ (تعالیٰ) کا ماننا غلط ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ (تعالیٰ) کی اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے۔ یہود نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء (علیہم السلام) کی تکذیب کرنے والے قرار دئے گئے۔ اور کٹے کافر سمجھے گئے (انتہیٰ)

## دعا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مرض سے بچائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مسلمان کہلانے والا آپ کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنا کر سچا مسلمان بن جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

## نہ یہ کہ

مسلمانوں کی ایک جماعت مقابلہ کر رہی ہو۔ اور مسلمانوں کی دوسری جماعت تماشہ بین بن کر کھڑی رہے بلکہ سنت طریقہ پر عمل کرنے سے ہی مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

کے مبارک زمانہ کی فتوحات میں بھی یہی عمل رہا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

## مسلم نما کافر کون لوگ ہیں

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مبارک ترین زمانہ میں مسلمانوں میں ایک فرقہ مسلم نما کافر بھی تھا۔ اور انہیں

## منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا

## ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵)

ترجمہ۔ منافق اللہ (تعالیٰ) کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب کا بدلہ دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت کم یہ لوگ یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں۔ اور نہ پورے اس طرف۔ اور جسے اللہ (تعالیٰ) گمراہ کردے۔ تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔ اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر اللہ (تعالیٰ) کا صریح الزام لینا چاہتے ہو بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائے گا

اللھم اعذنا منہ

## دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کلمہ گو کو مذکور الصدر مصیبت سے بچائے۔ آمین۔ اور ہمیشہ مسلمان کو ایسے موقع پر مسلمانوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

---

محمد شفیع عمر الدین (سانگھڑ)

# عذاب کن کے لئے تیار ہے

جن بدبختوں کے لئے یہ تیار کیا گیا ہے۔ ان کی فہرست ملاحظہ فرما کر عبرت پکڑیں۔

## اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کا انکار کرنے والے

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

(النسآء ایت ۱۵۱ - ع - ۲۱)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر

اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔ ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

### حاشیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"یہاں سے ذکر ہے یہود کا چونکہ یہود میں نفاق کا مضمون بہت تھا اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ یہود تھے۔ یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور اُن کے مشورہ پر چلنے والے تھے۔ اس لئے قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے منکر ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ پر ایمان لاتے ہیں، رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام اور کفر کے درمیان ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں۔ ایسے ہی لوگ اصل اور ٹھیٹ کافر ہیں۔ ان کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب تیار ہے

**فائدہ۔** اللہ کا ماننا جبھی معتبر ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی تصدیق کرے۔ اور اس کا حکم مانے بدوں تصدیق نبی کے اللہ کا ماننا غلط ہے۔ اُس کا اعتبار نہیں۔

**بلکہ**

ایک نبی کی تکذیب اللہ کی اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے۔

یہود نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو حق تعالیٰ نے اُن کو تمام انبیاء کی تکذیب کرنے والے قرار دیئے۔ اور پکے کافر سمجھے گئے"

(۲) وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا

(الفتح آیت ۳-ع-۲)

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔ سو ہم نے ایسے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

### (۳) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو کارساز بنانے والے

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝

(الکہف آیت ۱۰۲ ع ۱۲)

ترجمہ۔ پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں۔ کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں گے۔ بیشک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے

### حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی

"یعنی کیا منکرین یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خاص بندوں (مسیح، عزیر، روح القدس فرشتوں) کو پرستش کرکے اپنی حمایت میں کھڑا کرلیں گے۔

(كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا)

(ہرگز نہیں! وہ خود تمہاری حرکات سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے۔ اور تمہارے مقابل مدعی بن کر کھڑے ہوں گے)

اس دھوکہ میں مست رہنا! وہاں تم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ ہاں تمہاری مہمانی کریں گے۔ دوزخ کی آگ اور قسم قسم کے عذاب سے

(اعاذنا اللہ منہا)"

### (۴) اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے رسولوں کا ہنسی مذاق اڑانے والے

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

(الکہف آیت ۱۰۶ ع ۱۲)

ترجمہ۔ یہ سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

### (۵) خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالے

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝

(سورۃ ق رکوع ۲ سپارہ ۲۶)

ترجمہ۔ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔ جو نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھیرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو

یعنی قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہوگا۔ کہ ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو۔

(۱) کفر کرنے والا ہو۔

(۲) سرکش ہو اور حق سے ضد رکھتا ہو۔

(۳) نیک کام سے دوسروں کو روکنے والا ہو۔ نہ خود نیکی کرنے والا اور نہ دوسروں کو نیکی کی ترغیب دینے والا ہو۔

(۴) حدِ عبدیت سے بڑھنے والا ہو۔ شرعی حدود کا خیال نہ رکھنے والا ہو۔

(۵) دین برحق میں شکوک اور شبہات پیدا کرکے دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہو۔

(۶) مشرک جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو

(اللھم لا تجعلنا منھم)

### (۶) قرآن کریم اور قیامت کا انکار کرنے والے

(۱) وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا

(الکہف آیت ۲۹ ع ۴)

ترجمہ۔ کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے جو چاہے انکار کردے بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے داد رسی کئے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ مونہوں کو جھلس دیگا کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی

"یعنی جو کچھ میں اپنے رب کے پاس سے لایا ہوں۔ وہی حق، صدق اور سچائی ہے۔ شک و شبہ سے بالکل خالی ہے۔

## اب

جس کا جی چاہے۔ مان لے جس کا جی چاہے نہ مانے۔ نہ ماننے والوں کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے۔"

(ابن کثیرؒ)

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۹-۱۰ ع)

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے اور یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

## بلاشبہ یہ قرآن

ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی اسلام) اور اس طریقہ کو ماننے اور نہ ماننے والوں کو جزا و سزا بھی تبلاتا ہے۔

## چنانچہ

ان ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو بڑا ثواب ملے گا۔ اور یہ بھی تبلاتا ہے۔ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۳) بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝

(الفرقان آیت ۱۱ ع ۲)

ترجمہ۔ بلکہ انہوں نے قیامت کو جھوٹ سمجھ لیا ہے۔ اور ہم نے ان کے لئے آگ تیار کی ہے۔ جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔

قیامت کے منکر کو یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت ضرور آئے گی۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ

(الکہف آیت ۲۱)

ترجمہ۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور قیامت میں کوئی شک نہیں۔

بدبخت جو قیامت کے دن خسارے میں رہیں گے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

(الانعام آیت ۳۱ ع ۴)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آپہنچے گی۔ تو کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اس میں کوتاہی کی۔ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے خبردار وہ برا بوجھ ہے۔ جسے وہ اٹھائیں گے۔

"کفار تو یہ کہتے تھے۔ کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ فانی اور مکدر زندگانی حیات اُخروی کے مقابلہ میں ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف اُن ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے۔ جو آخرت کی درستگی میں خرچ کئے جائیں۔ بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر و تیاری سے خالی ہوں۔ ایک عاقبت اندیش کے نزدیک لہو و لعب سے زائد وقعت نہیں رکھتے۔ پرہیزگار اور سمجھدار لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان کا

## اصلی گھر

آخرت کا گھر ہے۔ اور اُن کی

## حقیقی زندگی

آخرت کی زندگی ہے۔"

(حضرت مولینا عثمانیؒ)

## (۵) حقوق اللہ اور حقوق العباد پائمال کرنے والے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَـنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (النساء آیت ۳۶-۳۷)

ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کیساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بے شک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں اور اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو دیا ہے۔ اسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے

لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے
یعنی اول اللہ کے حقوق بجا لاؤ۔
(۱) بندگی صرف اللہ کی کرو
(۲) کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ کرو
اس کے بعد حقوق العباد بجا لاؤ
(۱) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو
(۲) رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو
(۳) یتیموں کے ساتھ، خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا، نیکی کرو۔
(۴) ہمسایہ قریبی ہو۔ یا دور کا دونوں کے ساتھ نیکی کرو۔
(۵) پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ نیکی کرو
(۶) مسافر کے ساتھ نیکی کرو۔
(۷) اپنے غلاموں کے ساتھ نیکی کرو۔
(ماتحتوں۔ اور جانوروں کے ساتھ بھی نیکی کرو جو تمہارے قبضہ (CONTROL) میں ہیں۔

## یاد رہے

جو کہ اترانے والا اور بڑائی کرنے والا ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ جو دوسروں سے تو حُسن سلوک کی توقع رکھے۔ اور خود فخر اور غرور سے دوسروں کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش نہ آئے اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات (علم وہنر دولت وغیرہ) کو نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ اور قولاً یا عملاً دوسروں کو بھی نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے روکتے ہیں۔ اور انعامات الٰہی نیکی میں خرچ کرنے کی بجائے چھپاتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار ہے

حضرت مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں

"یہ آیت یہودیوں کے بارہ میں نازل ہوئی جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں خود بھی بخل کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کو بھی روکنا چاہتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیات جو موجود تھیں۔ اُن سب کو چھپاتے تھے۔ سو مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے۔"

### (۸) امتناعی احکام سے تجاوز کرنیوالے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (النساء آیت ۱۶۱ - ع ۲۲)

ترجمہ۔ سو یہود کے گناہوں کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کر دیں۔ جو اُن پر حلال تھیں۔ اور اس سبب سے کہ وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور ان کے سود لینے کے سبب سے۔ حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ اور اس سبب سے کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ اور ان میں سے جو کافر ہیں۔ ہم نے ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہود کی چند بُری خصلتوں کا ذکر فرمایا۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ کہ کیا ہم ان بُرائیوں میں تو مبتلا نہیں۔ کیا ظلم اور گناہ کرنا، دین حق سے لوگوں کو روکنا، سود لینا، لوگوں کے اموال پر ناجائز طریقوں سے تصرف کرنا۔ جائز اور ناجائز کی حدود کا خیال رکھنا ہمیں ہمارا شیوہ تو نہیں

ہمیں فوراً متنبہ ہوکر اپنی فکر کرنی چاہئے۔ اور توبہ کرنی چاہئے۔

### (۹) توبہ کرنے میں دیر ہرگز نہ کرنی چاہئے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (النساء آیت ۱۸)

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

"یعنی جب موت یقین ہو چکی اور آخرت نظر آنے لگی تب توبہ قبول نہیں۔ اور اس سے پہلے قبول ہے۔ مسلمان کی توبہ۔ اور کافر اگر گناہ سے توبہ کرے وہ گناہ نہیں اترتا مگر مسلمان ہو کر مرے۔" (موضح القرآن)

## ایک واقعہ

حضرت ابی بردہ بن ابی موسیٰؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا تم جانتے ہو میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں عبداللہ نے کہا میرے باپ نے تمہارے باپ سے کہا تھا۔ اے ابو موسیٰؓ کیا یہ بات تجھ کو خوش کرتی ہے کہ ہمارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بعثت) کے ساتھ تھا۔ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ تھی اور ہمارا جہاد آپ کے ساتھ تھا۔ اور ہمارے سارے اعمال آپ کے ساتھ تھے جو ہمارے مال غنیمت کی طرح ہیں۔ (یعنی ثابت و برقرار) اور آپ کے بعد جو عمل ہم نے کئے ہیں۔ ان سے اگر ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں تو ہمارے لئے کافی ہے تمہارے باپ نے یہ سنکر میرے باپ سے کہا نہیں یوں نہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے جہاد کیا۔ ہم نے نماز پڑھی۔ ہم نے روزے رکھے اور بہت سے نیک اعمال ہم نے کئے اور ہمارے ہاتھوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور امید ہے کہ ہم کو ان اعمال کا ثواب ملے گا۔ میرے باپ نے یہ سنکر کہا۔ لیکن میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ کہ جو اعمال ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہیں وہی ثابت و برقرار ہیں۔ اور جو اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں۔ ان سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ تمہارے باپ خدا کی قسم میرے باپ سے بہتر تھے (بخاری)

حضرت مولانا مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

# دوزخ کے حالات

## مختلف گنہگاروں کی مختلف سزائیں

(قسط ۳)

### ریاکار عابدوں کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جُبّ الحزن (غم کے کنوئیں) سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا جب الحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا اس میں کون جائے گا؟ فرمایا۔ اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے عابد جائیں گے۔
(ترمذی)

### علم چھپانے والے کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جانتے ہوئے (نہ بتائی بلکہ) اس کو چھپا لیا تو اس کے منہ میں قیامت کے روز آگ کی لگام دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

### شراب یا اور کچھ نشہ پینے والے کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے اپنے ذمہ یہ عہد کر لیا ہے کہ جو کوئی نشہ دار چیز پیئے گا قیامت کے دن ضرور اس کو "طینۃ الخبال" میں سے پلائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا طینۃ الخبال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ دوزخیوں کا پسینہ یا فرمایا دوزخیوں کا نچوڑ۔
(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عادت شراب پینے کی تھی اور وہ اسی حال میں مر گیا تو اللہ جل شانہٗ اس کو "نہر الغوطہ" سے پلائیں گے۔ عرض کیا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ایک نہر ہے جو زناکار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی۔
(رواہ احمد و ابن حبان)

### بے عمل واعظوں کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھ کو معراج کرائی گئی میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے دریافت کیا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپؐ کی امّت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ اور اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔
(مشکوٰۃ)

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اس کی انتڑیاں آگ میں جلدی سے نکل پڑیں گی پھر وہ اس میں اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ اس کا حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہم کو بھلائی کا حکم نہ کرتا تھا اور برائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو بھلائی کا حکم کرتا تھا مگر خود بھلائی نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا مگر اس کو خود کرتا تھا۔

### فوٹوگرافر کی سزا

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔
(بخاری و مسلم)

اور ارشاد فرمایا کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا۔ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے میں ایک جان بنا دی جائے گی. جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گی اس روایت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر تجھے بنانی ہو تو درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنا لے۔
(مشکوٰۃ)

### خودکشی کرنے والے کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی تو وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ (چڑھتا اور) گرتا رہے گا۔ اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا۔ اور جس نے کسی لوہے کی چیز سے خودکشی کر لی تو اس کی وہ لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ (بخاری)

### مغرور کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکبّر کرنے والے چیونٹیوں کے برابر جسموں میں اٹھائے جائیں گے۔ جن کی صورتیں انسانوں کی ہوں گی۔
پھر فرمایا۔ ہر طرف سے ان

کو ذلت گھیر لے گی اور وہ دوزخ کے جیل خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی اور ان کو طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ پلایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ہب ہب کہا جاتا ہے۔ اس میں ہر جبار (سرکش) رہے گا۔

## دوزخیوں کا کھانا پینا

دوزخ میں بس عذاب اور دکھ تکلیف ہی ہے۔ وہاں کا کھانا پینا بھی مصیبت عظیم ہوگا۔ ذیل میں اس کی کچھ تفصیل اور وہاں کے کھانے پینے کی چیزیں قرآن و حدیث سے اخذ کر کے لکھی جاتی ہیں:۔

## ضریع یعنی آگ کے کانٹے

سورہ غاشیہ میں ارشاد فرمایا:۔

تُسْقٰی مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝

ترجمہ:۔ دوزخیوں کو کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی پلایا جائے گا اور سوائے جھاڑ کانٹوں والے کھانے کے ان کے لئے کچھ کھانا نہ ہوگا اور یہ جھاڑ کانٹوں والا کھانا نہ طاقت دے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔

صاحب مرقات لکھتے ہیں۔ کہ "ضریع" حجاز میں ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے۔ جس کی خباثت کی وجہ سے جانور بھی اس کے پاس نہیں پھٹکتے۔ اگر اس کو جانور کھائے تو مر جائے۔ یہاں "ضریع" سے آگ کے کانٹے مراد ہیں۔ جو ایلوے سے زیادہ کڑوے اور مردہ سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوں گے۔ اور جن کو بہت زیادہ کھانے پر بھی نہ بھوک دور ہوگی۔ نہ طاقت آئے گی۔

## "غسلین" زخموں کا دھوون

سورہ حاقہ میں ارشاد ہے:۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ سو آج اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ اس کے لئے سوائے زخموں کے دھوون کے کچھ کھانے کو ہے جسے صرف گنہگار کھائیں گے۔

## زَقُّوم (تھوہر)

سورہ دخان میں فرمایا:۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝

ترجمہ:۔ بے شک گنہگار کی غذا پگھلے ہوئے تانبے جیسا زقوم کا درخت ہے۔ جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔

سورہ واقعہ میں فرمایا:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

ترجمہ:۔ پھر اے جھٹلانے والے گمراہ لوگو تم زقوم کے درخت سے کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھر لوگے پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیوگے۔ جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ قیامت کے روز اسی طرح ان کی مہمانی ہوگی۔

سورہ صٰفّٰت میں فرمایا:۔

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝

ترجمہ:۔ بلا شبہ (زقوم) ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ سے نکلتا ہے۔ اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

زقوم کا ترجمہ تھوہر کیا جاتا ہے جو مشہور کڑوا درخت ہے۔ لیکن یہ صرف سمجھانے کے لئے ہے۔ کیونکہ وہاں کی ہر چیز کڑواہٹ اور بدبو وغیرہ میں یہاں کی چیزوں سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ وہ کیا ہی برا منظر ہوگا۔ جب کہ دوزخی اس درخت سے کھائیں گے اور پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پئیں گے اور وہ بھی تھوڑا بہت نہیں بلکہ پیاسے اونٹوں کی طرح خوب ہی پئیں گے

اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النَّارِ وَالزَّقُّوْمِ وَالْحَمِيْمِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ عَذَابِ الْجَحِيْمِ۔ آمین

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں بگاڑ ڈالے (یعنی سب کڑوی ہو جائیں)۔ اب بتاؤ کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں کڑوی کر دے تو بتاؤ کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا۔ (ترغیب)

## غسّاق

سورہ نبا میں فرمایا:۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝

ترجمہ:۔ وہ اس دوزخ میں کھولتے ہوئے پانی اور غساق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کی چیز نہ چکھ سکیں گے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔

(ترمذی)

(از ڈاکٹر محمد فصیح الدین عارف)

# شرک ایک بڑا بھاری ظلم ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ؕ
(سورۃ لقمان آیت ۱۳)

ترجمہ - بے شک شرک بڑا ظلم ہے

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قیامت میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ایسی حالت میں ملاقات کریں گے کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا۔ حضرت ابراہیم اس سے فرمائینگے میں تجھ سے نہ کہتا تھا۔ کہ تو میری نافرمانی نہ کر۔ وہ جواب میں کہے گا۔ کہ آج سے میں تیری نافرمانی نہ کرونگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ سے عرض کریں گے کہ تو نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تجھ کو قیامت میں رسوا نہ کروں گا۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی۔ جو میرے اس باپ کی وجہ سے جو رحمت خداوندی سے محروم ہے۔ ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ اے ابراہیم! میں تو جنت کافروں کے لئے حرام کرچکا ہوں۔ پھر ارشاد ہوگا۔ اے ابراہیم اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو۔ حضرت ابراہیم جب دیکھیں گے۔ تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان کا باپ ایک کیچڑ میں لتھڑا ہوا بجّو ہے۔ جس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔
(بخاری شریف)

شرک اور غیراللہ کی پرستش ایسی بُری چیز ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی دوزخ سے نہ بچ سکے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے خطبہ بیان کرتے ہوئے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! شرک سے بچو! اس کی چال تو چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔ یہ سن کر

*کسی آدمی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔ تو ہم

*کیسے بچ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سنو! مقدور بھر بچتے رہو۔ اور ساتھ یہ بھی دعا کرتے رہو۔ کہ الٰہی ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اس سے کہ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ اور جانتے بھی ہوں۔ اور تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس شرک سے بھی جو ہم سے ہماری لاعلمی میں ہوگیا ہو۔
(طبرانی - مسند احمد)

یہ حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت بیان فرماتے ہیں جب کہ خود اپنے خطبہ میں یہی بیان فرمایا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حزن اور حضرت قیس بن رضا نے ان سے کہا۔ یہ جو آپ نے اس وقت اپنے خطبہ میں بیان فرمایا ہے۔ اس کی دلیل دیجئے۔ ورنہ ہم خلیفۃ الرسول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں آپ کی شکایت پیش کردیں گے۔ آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو۔ مجھ سے دلیل لو۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خطبہ میں سنا ہے۔

ابو یعلیٰ میں ہے۔ کہ اس دعا کو ہردن میں تین بار پڑھنا چاہئے۔ میں بھی آپ سے عرض کروں گا۔ کہ اس دُعا کو یاد کر لیجئے۔ اور بلا ناغہ ہر روز تین بار پڑھ لیا کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ

اس لئے کہ موحد شرک سے بہت بچتا ہے۔ اس کا ماتھا اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔ وہ اس مالک الملک کے سوا کسی کو رزق رسا اور حاجت براری اور مشکل کشائی کرنے والا نہیں سمجھتا۔ لیکن تاہم نہ معلوم کبھی زبان سے کیا نکل گیا ہو۔ کبھی نہ جانے کیا کام ہوگیا ہو۔

اس لئے ہرگز اس وظیفہ کو کسی دن ترک نہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی توحید سکھائے۔ اور شرک سے بچائے آمین!

حضرت کعبؓ بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور نے وفات سے پانچ روز پہلے مندرجہ ذیل خطبہ اپنے اصحاب کو دیا۔

ہر نبی کے لئے اس کی امت میں سے کوئی نہ کوئی ولی دوست ضرور ہوتا ہے۔ میرے ایسے ولی دوست ابوبکر بن قحافہ ہیں۔ یاد رکھو تمہارے نبی کو خود اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیل بنالیا ہے۔ سنو! سنو! تم سے پہلی امتوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا (یعنی ان کی قبروں پر اور ان کی قبروں کے پاس وہ کام کرنے لگے۔ جو مسجدوں میں خدا کے سامنے کرنے چاہئیں۔ خبردار میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔ اور یہ تمام کام تم پر حرام کر رہا ہوں اے لوگو! اللہ کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو۔ کہ کیا میں نے تم کو اپنے رب العالمین کے پیغامات پہنچا دیئے۔ ہم نے کہا۔ ہاں! تین مرتبہ آپ نے ہم سے یہ اقرار لے کر پھر تین مرتبہ خدا کو اس پر گواہ کیا۔ کہ الٰہی تو گواہ رہ۔ اس کے بعد دیر تک آپ پر بیہوشی طاری رہی۔ پھر افاقہ ہوا۔ تو فرمایا۔ دیکھو میں تمہیں تمہارے غلاموں اور ماتحتوں کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) کو یاد دلاتا ہوں۔ سنو! انہیں پیٹ بھر کھانے کو دیتے رہو۔ ان کو کپڑے پہناتے رہو۔ اور ان سے نرمی سے پیش آؤ۔

اللہ تعالےٰ اپنے نبی پر لاکھوں درود و سلام نازل فرمائے۔ آخر وقت تک کھٹکا ہے۔ کہ کہیں اگلی امتوں کی طرح میری امت بھی قبرپرستی میں نہ لگ جائے۔ اس لئے باوجود بیماری کے باوجود طاقت نہ ہونے کے انہیں سمجھا رہے ہیں۔ اور قبرپرستی سے منع فرما رہے ہیں۔ لیکن افسوس امت نے آپ کی اس آخری وصیت پر عمل نہ کیا بلکہ اس کے خلاف ہی کیا۔

بھائیو! اس سے بچو۔ سجدوں کے لائق فقط اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہی ہے۔ مرادیں اور حاجتیں اسی سے مانگو۔ قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

ترجمہ۔ اللہ کے سوا جن جن کو پکارتے ہو۔ وہ بھی مثل تمہارے خدا کے غلام ہیں۔

اور فرمان ایزدی ہے۔

یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ۔ زمین اور آسمان کی تمام مخلوق اللہ کے در کی سوالی ہے۔

پس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مسلمانو اپنا کلمہ پھر سے پڑھو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اطاعت کے قابل نہیں۔

چونکہ سارے دین کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اور مخلوقِ خدا کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اور حضور کا یہ فرمان اور حضور کا یہ آخری وقت ہے۔ اسی لئے مختصر لفظوں میں پورے دین کو بیان فرمایا کہ حق اللہ کا ادا کرو۔ یعنی اس کے ساتھ کسی نبی۔ ولی۔ پیر۔ شہید۔ فقیر کو شریک نہ کرو۔ مخلوق کا حق ادا کرو یہاں تک کہ جو تمہارے ماتحت ہیں ان کا بھی پورا خیال رکھو۔ (طبرانی)

شداد بن اوس رض کی روایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب کسی کو بھی میرے ساتھ شریک کیا جائے۔ میں ان تمام شرکاء میں سے بہتر اور اعلیٰ ہوں۔ جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ تو اس کے تمام عمل خواہ قلیل ہوں۔ یا کثیر سب اس شریک کے لئے ہیں۔ جس کو میرے ساتھ شریک کیا۔ اور میں اس شخص سے بے پرواہ اور بے نیاز ہوں۔ (طبرانی)

یعنی اگر کسی کو میرے ساتھ شریک کیا۔ تو وہ میری مخلوق سے ہوگا اور لا محالہ میں اس سے بہتر اور برتر ہوں بہتر کے ساتھ کمتر کو شریک بنانا کس قدر ظلم ہے۔

الغرض شرک بہت بڑی بلا ہے تمام گناہ بخش دئے جائیں گے۔ لیکن شرک ناقابل بخشش گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت الفردوس کو حرام کر دیا ہے۔ جہنم اس کا ابدی مقام ہے۔ الٰہی! ہمیں شرک و کفر سے بچا جب کوئی شخص توحید پر قائم ہو جائے یعنی اللہ تبارک و تعالےٰ کو وحدہٗ لا شریک لہ سمجھے تو اس کے لئے لازوال بہاریں ہیں۔



حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

# انسانی اخلاق و کردار کا بے مثال نمونہ

دنیا وجود میں آئی تو اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پاکیزہ اور بلند کردار بندے بھی بھیجے ان ہی ہستیوں کو پیغمبر اور نبی رسول کہا جاتا ہے۔ یہ برگزیدہ انسان خدا کی تعلیم اور منشاء کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کا اہم اور نازک فرض انجام دیتے ہیں دنیا میں نیکی اور پاکیزگی کی جو شعاعیں پھیلی ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے انہی بھیجے ہوئے رسولوں کا صدقہ ہے۔ فلسفیوں اور دانشوروں نے اپنی قوتِ فکر اور عقل رسا سے اگرچہ انسانی زندگی کی بڑی بڑی گتھیاں سلجھانے کی کوشش کی ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق و کردار اور انسانیت کے نظام رشد و ہدایت کا کوئی عملی نقشہ اس لئے پیش نہیں کر سکے کہ ان کی نکتہ سنجیوں اور بلند خیالیوں کے پیچھے جوش عمل اور حسن کردار کا کوئی قابل ذکر نمونہ نہیں تھا۔ فکری حیثیت سے نہیں عملی حیثیت سے کائنات انسانی کے سرمایہ میں کامیاب اور پُرمسرت زندگی کے جو اثرات و نتائج پائے جاتے ہیں۔ وہ اسی مقدس گروہ کی جدوجہد کی برکتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں کی اس جماعت کے سردار ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر آپ کے کردار اور حسن عمل کا قالب بھی نہ صرف دل آویز و مکمل ہے بلکہ انسانی فطرت کے جلوۂ صد رنگ کا عجیب و غریب مظہر ہے۔ آیئے یوم ولادت کی تقریب کی ان متبرک اور نورانی ساعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق و کردار پر ایک ہلکی سی نظر ڈالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ہم کو بے مثال جامعیت اور ہمہ گیری ملتی ہے اور آپ کی سیرت میں زندگی اور اس کی ضرورتوں کے تمام ہی گوشے اُبھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں ظلم و جبر کے پہاڑ بھی ٹوٹے، آزمائشوں اور مصیبتوں کی آندھیاں بھی آئیں ناکامیوں کا اندھیرا چھایا اور فتحمندیوں کے شادیانے بھی بجے۔ جنگیں بھی لڑیں اور خلوت گزیں بھی رہے اور بڑی بڑی سیاسی گتھیاں بھی سلجھائیں۔ خانگی زندگی کا بھی لطف اٹھایا اور حق کے ہادی اور مبلغ کا فرض بھی انجام دیا۔ کہاں نرمی سے کام لینا چاہئے کہاں سختی سے۔ اس کے موقع محل کی پہچان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی تھی کہ تاریخ عالم کی بڑی بڑی شخصیتوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جہاں حدود الٰہی کی حفاظت کا مرحلہ ہوتا ان کی حفاظت کے لئے فولاد سے بھی سخت ہو جاتے اور جہاں اپنی ذات کا

سوال ہوتا ریشم سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے۔

ایک دفعہ قریش کی ایک خاتون چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ لوگوں نے حضرت اسامہؓ کو جن کے سایہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی سفارشی بنایا اسامہؓ نے سفارش کرنی چاہی تو آپ نے ناگواری کے عالم میں فرمایا۔ اُسامہ! کیا حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو؟ یاد رکھو تم سے پہلے کی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ ان میں جب معمولی اور کم درجہ کے لوگ جرم کرتے تھے تو ان کو سزا دی جاتی تھی اور بڑے لوگ مجرم ہوتے تو ان کا جرم نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی یہ گناہ کرتی تو اللہ کے قانون کے مطابق اس کے ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔

اب نرمی کی بھی ایک چھوٹی سی مثال ملاحظہ فرمائیے:-

ایک دفعہ مسجد نبوی میں گاؤں کا ایک بے پڑھا لکھا آدمی آیا۔ اسے پیشاب کی ضرورت ہوئی تو وہیں مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہؓ نے یہ دیکھا تو چاروں طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے۔ آپؐ نے ان کو سختی سے روکا۔ اور فرمایا اِنّما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین" یعنی تم نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو سختی اور دشمنی کے لئے نہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کو پانی سے بہا دو۔ اس کے بعد آپؐ نے اس بدوی کو بلا کر سمجھایا کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے یہاں نماز پڑھی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کسی سے بدزبانی نہیں کی۔ مدت العمر کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا کبھی کسی کا سوال رد نہیں کیا مگر سوال کی عادت کو اچھا بھی نہیں جانا۔ آپؐ کی تعلیم یہ تھی کہ اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد لائے اور اس کو بیچ کر گذارہ کرے تو یہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بیعت لیتے تھے۔ تو دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی فرماتے تھے "لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا" ایک دفعہ ایک صحابی حکیم بن حزام سے فرمایا "حکیم! استغنار میں برکت ہے اور حرص و طمع میں محرومی۔ حرص و طمع کی مثال ایسی ہے کہ کوئی کھائے چلا جائے اور کسی طرح اس کا پیٹ نہ بھرے یاد رکھو دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ سب مل کر کام کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ برابر کے شریک رہتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بھی ناپسند تھی کہ خود سوار ہوں اور ساتھی پیدل چلیں۔ ایک مہم میں سواریوں کی کمی تھی۔ طے پایا کہ تین آدمی باری باری ایک اونٹ کی سواری لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بھی دو آدمیوں کو شریک کیا۔ جب ان لوگوں کی باری آتی تو انہوں نے اپنی باری چھوڑنی چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم مجھ سے زیادہ پیادہ پا نہیں چل سکتے۔ اور میں ثواب کا بھی تم سے کم حاجت مند نہیں ہوں۔ اللہ کو وہ شخص بُرا لگتا ہے جو ہمراہیوں میں نمایاں ہونے اور ممتاز بننے کی کوشش کرے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ بعض صحابہؓ نے یہ کیا کہ وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیا۔ اپنے ہاتھوں میں لے کر منہ پر مل لیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "یہ کیا کر رہے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں ارشاد ہوا۔ اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔ سچ بولا کرو، امین بنو اور پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو۔ اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت حاصل کرنے کا یہی راستہ ہے۔

در اصل یہی وہ عظیم الشان اسلوب تعلیم و تربیت ہے جس کے طفیل اصحاب کرام کی ایسی سوسائٹی وجود میں آئی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایک مختصر سی مدت میں لاکھوں جاں نثار آپؐ کے اخلاقی کمالات کا عکس بن گئے۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ تعلیم و تہذیب کے اصول کا جو نقشہ آپ نے بنایا تھا۔ اس پر کتنی پاکیزہ اور کتنی دلکش زندگی بنتی ہے۔

انداز تربیت کا ایک اور رُخ بھی دیکھتے چلئے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عزم و استقلال اور صبر و رضا کا پیکر بنایا تھا۔ قیام مکہ کے یاس انگیز دور میں حالات کی تلخیوں اور ناگواریوں کے اثر سے بعض ساتھیوں کی زبان پہ کچھ مایوسی کے الفاظ آ گئے۔ یہ الفاظ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا۔ کیا کہتے ہو۔ تم سے پہلے ایسے بھی حق پرست گذرے ہیں۔ جن کو آروں سے چیرا گیا ہے اور ان کی کھالیں نوچی گئی ہیں۔ یقین کرو حق ایک دن کامیاب ہو گا۔ اور صنعاً اور حضرموت کے درمیان کا سا پرخطر راستہ ایک شخص تن تنہا اس طرح طے کرے گا کہ اس کو خدا کے سوا کسی کا کوئی خوف نہ ہو گا۔

وہ دانائے سُبُل ختم الرُسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

---

## بقیہ حقیقت دُعا۔ صفحہ ۱۸ سے آگے

رہے جب مقرّب فرشتوں کو اس کی بندگی سے عار نہیں بلکہ ہمہ وقت اُسی کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ اُسی کو سجدہ کرتے ہیں تو انسان کو اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ اُس کے ذکر، دُعا، عبادت اور سجود سے غافل نہ رہے۔ (باقی آئندہ)

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی ۔ شیخوپورہ

# حقیقتِ دُعا

## دُعا عبادت کا مغز ہے

عبادت ایک نہایت عمدہ فعل ہے ۔ اس کے لئے خلوصِ نیّت اور حضورِ قلب شرط ہے اور یہ ہر شخص کو میسّر آنا مشکل ہے ۔

بادشاہوں کے حضور میں کورنش (سلام جھک کر) بجا لا کر اور کچھ ہدیہ یا نذرانہ پیش کر کے عرض حال اور سوال کیا کرتے ہیں گو خدا تعالےٰ کا درجہ دنیاوی بادشاہوں سے بہت ہی بلند ہے مگر فطرتِ سلیمہ کا یہی مقتضیٰ ہے کہ اوّل عبادت کو اُس کے حضورِ عالی میں پیش کش کر کے اپنی عبودیت کا اظہار کر دیا جائے ۔ اور اس کی خوشنودی کو حاصل کر لیا جائے اس کے بعد اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر سوال کیا جائے ۔ خلاصہ یہ کہ عبادت وسیلہ ہے ۔ استعانت کا اور وسیلہ ہمیشہ مقدّم ہوتا ہے ۔

مرتبۂ عبودیّت دو باتوں سے کامل ہوتا ہے ۔ اوّل یہ کہ عبادت کرے دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو محتاج سمجھ کر ہر کام میں اُسی سے مدد مانگے ۔

نماز پنجگانہ کے بعد ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام دُعا مانگا کرتے تھے ۔ اور سب انبیاء اکثر اوقات دعا کرتے تھے ۔

عبادت نام ہے کامل تذلّل کا اور کامل تذلّل صرف اُسی ذات کے سامنے کیا جا سکتا ہے ۔ جو اپنی ذات و صفات میں ہر طرح کامل ہو اُسی کو ہم اللہ یا خدا کہتے ہیں ۔ ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو ، نہ بیکار ، نہ عاجز ، نہ مغلوب ، نہ کسی دوسرے سے دبے ، نہ کوئی اُس کے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کر سکے

کائنات میں مختار صرف اللہ ہے اور بندوں کی پُکار کا صرف وہی مستحق ہے ۔ سب سے بڑی گمراہی یہی ہے ۔ کہ ایک ایسی بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت برآری کے لئے پکارا جائے جو کسی کی پکار کو پہنچ نہیں سکتی ۔ عبادت اور پکار کا ایک ہی مطلب ہے جس کسی کو مصیبت کے وقت پکارا جاتا ہے گویا اُس سے مدد طلب کی جاتی ہے ۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ اگر اُسے کسی قسم کا ڈر ہو ، کوئی تکلیف ہو ، غریبی ہو ، بیماری ہو ، مقدمہ ہو ، دشمن اقوام کا خطرہ ہو تو اُسے صرف خدا ہی کی عبادت کرنی چاہئے ۔ اور اُس ہی سے مدد مانگنی چاہئے ۔

بندہ انتہائی محبت اور عاجزی سے صرف اللہ ہی کی عبادت کرے کسی دوسرے کو اُس کی ذات و صفات میں شریک نہ کرے ۔ کسی کے سامنے نہ جھکے کسی اور کو نفع و نقصان کا مالک نہ سمجھے ۔ فریاد رسی کے لئے سوائے اُس کے کسی کو نہ پکارے ۔ غرض اپنی ساری نیازمندیوں اور عبادتوں کا مرکز اس وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ کو سمجھے اور جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے مفہوم سے رُوشناس کرایا ہے اُس کی اطاعت کرے اسی کو دینِ قیّم اور صراطِ مستقیم کہا گیا ہے ۔

## تعلیم المسئلہ

دُعا میں سب سے پہلے خداتعالیٰ کی ثنا و صفت کرنی چاہئے جیسا کہ اَلْحَمْدُ سے لے کر مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تک پایا جاتا ہے اور پھر اخلاص اور نیاز ظاہر کرنا چاہئے جیسا کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سے ظاہر ہے پھر دُعا کرنی چاہئے ۔ جیسا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے ظاہر ہے مگر ایسے بادشاہِ حقیقی سے دُعا بھی وہ کرنی چاہئے جو تمام دینی و دنیاوی امور کو حاوی ہو جیسا کہ صِرَاطِ مُّسْتَقِیْمَ سے ظاہر ہے ۔

سورۂ فاتحہ بہترین دُعا ہے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو کیا ہی عمدہ تعلیم فرمائی ہے ۔

حق تعالےٰ نے سورۂ فاتحہ میں اپنے بندوں کو مانگنے کا طریقہ سکھایا ہے ۔ اسی لئے اس سورۃ کا ایک نام تعلیم المسئلہ بھی ہے ۔

حق سبحانہٗ کا فرمان ہے کہ میرا نام اللہ ہے ۔ اس واسطے میں عبادت کے لائق ہوں کیونکہ میرا نام ربّ ہے ۔ اس لئے اگر تُو مدد چاہے تو مجھ ہی سے مدد مانگ ۔ اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال رَدّ نہ کروں گا ۔ میرا نام رحمٰن ہے ۔ سو اگر تُو ہدایت طلب کرے تو مجھ ہی سے طلب کر ۔ میں اپنی رحمت عامہ کی وجہ سے گمراہ نہیں ہونے دوں گا ۔ میں رحیم ہوں اگر تُو مجھ سے استقامت چاہے تو مجھ ہی سے طلب کر میں اپنی رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگمگانے نہ دوں گا ۔ میرا نام مالک ہے ۔ اس لئے اگر تجھے انعام کی خواہش ہو تو مجھ ہی سے کہو ۔ کیونکہ مَیں سارے جہان کا مالک ہوں ۔

## اعلانِ خداوندی دربارۂ قبولیّتِ دُعا

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا

(پ ۲ ع ۶)

ترجمہ :۔ اور جب تم سے میرے بندے میری بابت پوچھیں ۔ (تو کہہ دیجئے) کہ

میں قریب ہوں اور دُعا کرنے والا جب مجھ سے دُعا کرتا ہے تو مَیں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔

(مطلب) میرے بندے اگر دریافت کریں کہ ہمارا رب قریب ہے یا دُور۔ تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ میری رحمت، قدرت اور علم اُن سے نزدیک ہی ہے۔ دُعا کرنے والے جب اور جس وقت مجھ سے (خلوصِ قلب کے ساتھ) دُعا کرتے ہیں۔ تو میں اُن کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ دُعا کے لئے کوئی خاص وقت ضروری نہیں کہ کسی مقرّرہ وقت دُعا کی جائے تو میں قبول کروں اور اگر کسی مخصوص وقت کے علاوہ کی جائے تو قبول نہ کروں پھر جب میری رحمت اتنی وسیع ہے کہ میں ہر وقت دعا سنتا ہوں کسی وقت بھی میری رحمت کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تو میرے بندوں پر بھی لازم ہے کہ میری اطاعت و فرمانبرداری کریں میرے احکام کی تعمیل کریں اور مجھے وحدہٗ لاشریک، عالم، قادر، مجیب اور خالق جانیں تاکہ میری رحمت کے دروازے تک اُن کی رسائی ہو سکے اور اصل مُدّعا یعنی قربِ خدا حاصل ہو جائے۔

**مقصودِ بیان** - ہر وقت صبح ہو یا شام، آدھی رات کا وقت ہو یا دوپہر کا۔ بہر صورت اور بہر حال دُعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن دعا کی شرائط کا التزام ضروری ہے یعنی خلوصِ دلی، شریعت الٰہی کی پابندی اور ایمانِ صحیح۔ ان شرائط کی موجودگی میں آدمی ہمیشہ مستجاب الدّعوات ہوتا ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کبھی کبھی مذکورہ شرطوں کی عدم موجودگی میں بھی صرف خلوص دلی کی وجہ سے دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ عقائد و اعمال کی اصلاح اور شریعتِ اسلامی کی پابندی ہی معرفتِ الٰہی کا زینہ ہے جو لوگ اس کی خلاف ورزی کے باوجود عرفان اور خدارسی کے مدّعی ہیں وہ جھوٹے ہیں۔

## تکبّر کی وجہ سے خدانعالیٰ کی بندگی نہ کرنے والے ذلیل ہوکر واصلِ جہنّم ہوں گے

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ۞

(پ ۲۴ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ کو پکارو۔ کہ تمہاری پکار کو پہنچوں — بیشک جو لوگ میری بندگی سے تکبّر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

(مطلب) میری ہی بندگی کرو۔ کہ اُس کی جزا دوں گا۔ اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمہارا مانگنا خالی نہ جائے گا۔ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ نہ مانگنا غرور ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے یہ بات تو بے شک برحق ہے

بہرحال بندہ کا کام ہے مانگنا اور یہ مانگنا خود ایک عبادت ہے۔ بلکہ مغزِ عبادت ہے۔

## دعا میں گڑگڑاہٹ، خشوع اور اِخفا لازمی ہے

اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۞

(پ ۸۔ ع ۱۴)

ترجمہ:۔ اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔ اس کو حد سے بڑھنے والے خوش نہیں آتے۔

**مطلب:۔** جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اُخروی حاجتوں میں اُسی کو پکارنا چاہیئے۔ اِلحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بغیر ریاکاری کے آہستہ آہستہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دُعا میں اصل اِخفا ہے اور یہی سلف کا معمول تھا بعض مواضع میں جہر و اعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا دُعا میں حدِّ ادب سے نہ بڑھے مثلاً جو چیزیں عادتاً یا شرعاً محال ہیں وہ مانگنے لگے یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے یا ایسا سوال کرے جو اس کی شان و حیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب زیادتی میں داخل ہیں۔

تمہارا رب فرماتا ہے مجھے پکارو میری عبادت کرو۔ میں تم سے غائب نہیں ہوں۔ میں تمہارا کہنا اور پکارنا سنتا ہوں، عبادت قبول کرتا ہوں۔ جو میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ موجود، قادر و مُعطی بھی ہے + اس سے اگلی آیات میں دلائل و براہین سے خدا تعالےٰ کا وجود اور معبود ہونے کی صفات سے مُتّصف ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے آثار و علامات سے جو کسی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے اُس کا موجود ہونا بتایا گیا ہے۔ اور ہر چیز وہی عطا کرتا اور فیض بخشی کرتا ہے۔

اللہ کے ذکر کی اصلی رُوح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اُس کی طرف دھیان رکھے۔ تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو۔ اور زبان و دل دونوں عضو خدا کی یاد میں مشغول ہوں۔ دعا یا ذکر کرتے وقت دل میں رِقّت ہونی چاہیئے۔ سچی رغبت اور خوف سے خدا کو پکارے جیسے کوئی خوشامد کرنے والا ڈرا ہُوا آدمی کسی کو پکارتا ہے۔ ذاکر یا دعا مانگنے والے کے لہجہ میں، آواز میں اور ہیئت میں تضرّع و خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہیئے ذکر و مذکور کی عظمت و جلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے اسی لئے چلّانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ دھیمی آواز سے سِرًّا یا جہرًا خدا کا ذکر یا دُعا کرے تو خدا اُس کا جواب دے گا۔ پھر اس سے زیادہ عاشق کی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

رات دن، صبح و شام کے اوقات میں اُس کی یاد سے غافل مت

باقی صفحہ ۱۶ پر

بچوں کا صفحہ

# ایک عجیب واقعہ

سیدہ خاتون

حضرت عبداللہ بن مبارک کا معمول تھا کہ وہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جبکہ میرا حج کا سال تھا۔ میں پانچسو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا تاکہ اونٹ خریدوں۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ گڑھے پر ایک مری ہوئی بطخ پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کے پَر نوچ رہی ہے میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے۔ وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے مجھے اس کے کہنے سے کچھ فکر ہوا تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا وہ کہنے لگی۔ تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور ہی کر دیا۔ مَیں سیدانی ہوں، میرے چار لڑکیاں ہیں ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں چکھا، ایسی حالت میں مُردار حلال ہے۔ یہ بطخ لے جاکر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور مَیں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا، اس نے پھیلائی، مَیں نے وہ پانچسو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں۔ وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ میں وہ اشرفیاں ڈال کر اپنے گھر چلا آیا۔ اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے تو مَیں ان سے ملا۔ جس سے مَیں ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالےٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے وہی یہ کہتا اللہ تعالےٰ تمہارا بھی حج قبول کرے۔ اور جب مَیں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں بڑی حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ! تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی۔ مَیں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے، اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرنا یا نہ کرنا۔

(فضائل حج)

اس واقعہ میں ہمارے اور آپ کے لئے کئی پہلو ایسے ہیں جو سبق حاصل کرنے کے ہیں۔ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا پسند ہے۔ اور یہ عمل دینی اعتبار سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی کتنا بلند اور اجر و ثواب کا باعث ہے لیکن ہمارے اندر جہاں اور بہت سی خرابیاں ہیں وہاں ہم نے دوسروں کی مدد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

ہے چند روزہ تری عمر اسے غنیمت جان
خدا کی یاد میں اس کو گذار لے مُسلم

۱۶/ستمبر

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء











(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)